خطبات

حکیم العصر

۲

ضابطہ

نام کتاب:	خطبات حکیم العصر (جلد دوم)
خطیب:	حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
اہتمام:	استاد العلماء مولانا مفتی ظفر اقبال مدظلہ
ترتیب:	مولانا مفتی سجاد حسین ظفر
تصحیح:	قاری محمد ادریس عباسی اسلام آباد
تخریج:	مولانا محمد عمران
ضخامت:	397 صفحات
تعداد	1100
اشاعت سوم:	جنوری 2008ء
قیمت:	200 روپے

اساتذہ ومشائخ کا مسلک، اس بارے میں یہ ہے کہ ان الفاظ کا دعا میں کہنا اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کا باعث ہے۔ اور اس طرح دُعا کرنا بالکل درست ہے...... اور اسی طرح دُعا کرنی چاہئے۔ یہ ہمارا دو ٹوک اور واضح مسلک ہے...... میں بھی اسی کا قائل ہوں...... ہمارے اساتذہ بھی اسی کے قائل تھے...... ہمارے مشائخ بھی اسی کے قائل تھے ...... بلکہ اس سے آگے بڑھ کر کہتا ہوں کہ اس طرح کے الفاظ کے ساتھ دُعا کرنا یا اُس کو قبولیت کا ذریعہ سمجھنا، تقریباً اہل سنت والجماعت کے نزدیک متفق علیہ ہے۔

المہند علی المفند کا پس منظر:

علماء دیوبند کے عقیدوں کے متعلق ایک چھوٹی سی کتاب ہے جس کا پورا نام ہے **المهند علی المفند**۔ اس کتاب کے لکھے جانے کا پس منظِر یہ ہے کہ ہندوستان کے ایک شخص نے علماء دیوبند...... حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری...... حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی...... مولانا محمد قاسم نانوتوی...... مولانا محمد اسماعیل شہید دہلوی رحمہم اللہ کی عبارات سے کچھ نئی عبارتیں بنا کر، کچھ عقیدے گھڑ کر اُن حضرات کی طرف غلط منسوب کردیئے کہ ان لوگوں کے یہ عقیدے ہیں۔ اور وہ یہاں سے لکھ کر یہ باتیں حرم میں لے گیا۔ وہاں کے علماء کو اِن کے بارے میں کچھ علم نہ تھا۔ اُنہوں نے صرف وہ استفتاء دیکھا تھا اور فتویٰ دے دیا کہ جن لوگوں کے یہ عقیدے ہیں وہ مسلمان نہیں کافر ہیں۔ اور اُس فتویٰ پر اس بدطینت شخص نے مکے و مدینہ کے علماء سے دستخط بھی لے لئے کہ جن کے یہ عقیدے ہیں وہ کافر ہیں مسلمان نہیں۔

وہاں سے یہ فتویٰ لاکر یہاں ہندوستان میں ایک رسالے میں اُس کی اشاعت کی گئی۔ رسالے کا نام **حسام الحرمین** رکھا۔ جب وہ شائع ہوکر منظر عام پر آ گیا تو اُس وقت علماء دیوبند کو پتہ چلا کہ ہمارے خلاف ایک بہت بڑی سازش کی گئی ہے۔

رضا خانی دجل وفریب:

جو عبارتیں اُس نے لی تھیں وہ اصل کتابوں سے مختلف تھیں۔مختلف جگہوں سے فقرے لے کر جوڑ لئے گئے اور ایک مسلسل عبارت بنالی گئی۔ اور اکابر علماء دیوبند کی طرف منسوب کردی گئی۔ان میں سے کچھ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کردی اور کچھ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سہارنپوری کی طرف منسوب کردی۔

مولانا خلیل احمد کے متعلق کہا کہ ان کے نزدیک شیطان کا علم اللہ سے زیادہ ہے۔کسی کی طرف منسوب کردیا کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے۔کسی کی طرف منسوب کردیا کہ جیسا علم حضور ﷺ کے پاس تھا ویسا علم تو پاگلوں اور مجنونوں کے پاس بھی تھا۔کسی کی طرف منسوب کردیا کہ یہ لوگ ختم نبوت کے قائل نہیں اور کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد بھی نبی آسکتا ہے۔کسی کی طرف منسوب کردیا کہ یہ تو حضور ﷺ کو صرف بڑے بھائی کے برابر سمجھتے ہیں۔اُن کے دل میں حضور ﷺ کی قدر و قیمت ہی کوئی نہیں۔کسی کی طرف منسوب کردیا کہ نماز میں حضور ﷺ کا خیال آجائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ یہ باتیں خود بنا کر اُن بزرگوں کی طرف منسوب کرکے فتویٰ لے لیا۔

جب یہاں پتہ چلا اور عرب علماء کو مطلع کیا گیا کہ تمہارا یہ فتویٰ تو اُس جماعت کے خلاف چلا گیا جو ہندوستان میں دینِ حقیقی کی محافظ ہے اور انگریزوں کے ساتھ محارب ہے۔ہندوستان میں کافروں کے ساتھ اُن کا مقابلہ جاری ہے۔عیسائیوں کے مقابلہ میں ہیں، ہندوؤں کی مذہبی تنظیموں کے خلاف جہاد کرنے والے ہیں۔ جب بھی کوئی باطل فرقہ سر اُٹھاتا ہے اُن کے خلاف وہ لوگ پوری تندہی سے کام کرتے ہیں۔ یہ باتیں قطعی غلط ہیں جو اُن کی طرف منسوب کی گئیں ہیں۔تو عالمِ عرب میں اس بات کی وضاحت کی گئی یہ جعلسازی کی گئی ہے۔ایسا تو انسان اگر چاہے تو قرآن کی آیت میں ایک آدھا لفظ آگے پیچھے کردے تو مطلب کچھ کا کچھ بن جاتا ہے۔ایک لفظ کے بدلنے سے ایمان سے کفر آجاتا ہے اور کفر سے ایمان آجاتا ہے۔قرآن مجید کے مطلب میں تم

جتنی چاہو گڑ بڑ کر لو الفاظ بھی قرآن کے ہی ہوں گے۔ باہر سے الفاظ لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ عبارتوں میں ردو بدل کرنے سے اصل مفہوم بدل جاتا ہے۔

علماء عرب کی طرف سے حق کی تحقیق:

تو جب اُن کے سامنے یہ حقیقت رکھی گئی تو اُنہوں نے پھر علماء دیوبند کے عقائد معلوم کیئے تاکہ صحیح طور پر پہلے عقائد کی تفتیش ہو جائے تب جا کے پہلے فتویٰ کی تردید کی جائے۔ چنانچہ اُنہوں نے علماء دیوبند کی طرف غالباً تیئس سوال لکھ کر بھیجے تاکہ اُن کے عقائد معلوم کریں۔ جب وہ سوال ہندوستان پہنچے تو عرب علماء کے اُن سوالات کے جوابات حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ لکھے۔ جو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ پیر بھی ہیں اور اُستاد بھی۔ چونکہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوگئی تھی اور یہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ خلفاء میں بڑے سمجھے جاتے تھے اس لئے اُنہوں نے اُن کے جوابات لکھے۔ جوابات کی تحریر لکھنے کے بعد اُس وقت جو بڑے بڑے علماء دیوبند موجود تھے۔ جن میں مولانا عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ محمود حسن دیوبندی، مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا حسین احمد مدنی (رحمۃ اللہ علیہ وہ اس وقت مدینہ میں تھے لیکن بہر حال موجود تو تھے)۔ اُن کے علاوہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ بیٹے مولانا مسعود احمد صاحب اُن سب حضرات نے اُس پر دستخط کیئے اور یہ کہا کہ ہمارا اور ہمارے اکابر کا یہی عقیدہ ہے جو مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے۔ اُن سب حضرات نے باقاعدہ ذمہ داری کے ساتھ یہ قبول کیا کہ جو کچھ مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے یہ ہمارا اور ہمارے اکابر کا عقیدہ ہے۔ اس طرح علماء دیوبند کے عقائد کی یہ دستاویز بن گئی اور اُس کو مکہ معظّمہ بھیجا گیا اور مکہ معظّمہ کے علماء نے پڑھ کر بالاتفاق اس پر دستخط ثبت کر دیئے۔

- چاہے وہ شافعی تھے......
- چاہے وہ مالکی تھے......

- چاہے وہ حنبلی تھے......
- چاہے وہ حنفی تھے......

کیونکہ اختلاف مسائل میں ہے عقائد میں نہیں ہے۔ چنانچہ مکے کے علماء نے اس پر دستخط کئے کہ یہ جماعت اہلِ حق کی جماعت ہے اور اِن کے عقائد بالکل صحیح ہیں۔ پھر وہ تحریر مدینہ گئی مدینہ کے علماء نے بھی اس پر دستخط کئے کہ یہ جماعت اہلِ حق کی جماعت ہے اور یہ عقائد صحیح ہیں۔ پھر وہ دستاویز شام بھیجی گئی شام کے علماء نے دستخط کئے کہ یہ علماءِ حق کی جماعت ہے اوران کے عقائد درست ہیں۔ پھر وہ تحریر مصر بھیجی گئی تو جامعہ اَزہر کے علماء نے اُس پر دستخط کئے کہ یہ عقائد صحیح ہیں اور یہ جماعت اہلِ حق کی جماعت ہے۔ پھر یمن اوراس کے علاوہ کئی دوسرے اسلامی ممالک میں جہاں جہاں اسلامی مراکز تھے وہاں اس رسالے کو بھیجا گیا اور ہر جگہ کے علماء نے تصدیق کی کہ یہ علماءِ حق کی جماعت ہے۔ اور اسمیں جو عقائد لکھے گئے ہیں بالکل صحیح ہیں۔

یہ سب کچھ مرتب ہوکر جس وقت وہ صحیفہ واپس آیا تو اُس کو "**المہند**" کے نام سے شائع کیا گیا۔ آج وہ عربی میں بھی ملتا ہے۔ اُردو میں بھی ملتا ہے۔ اور ایک طرف عربی اور اُس کے سامنے اُردو ترجمہ یہ بھی ملتا ہے۔ کتب خانوں سے بار باراُس کو شائع کیا گیا۔ آپ حضرات کو کسی جگہ سے مل جائے تو ایک نسخہ لے لیں۔ اُس میں علماء دیوبند کے عقائد کی ایک مصدقہ فہرست ہے۔ اَب جو شخص اُن عقائد کا حامل ہوگا وہ سمجھے کہ میں علماء دیوبند سے تعلق والا ہوں اور جو اُن عقیدوں سے اختلاف کرے گا اُس کا علماء دیوبند سے کوئی تعلق نہیں باقی جو چاہے ہو۔

یہ تمام دنیا کے علماء کا مصدقہ رسالہ ہے۔ اس رسالے کا میں تعارف کرواتے ہوئے جو بات میں کہنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ علماء دیوبند کے عقائد ایسے نہیں ہیں کہ گھر بیٹھ کے بنالئے گئے ہوں۔ بلکہ ساری اسلامی دنیا کے علماء نے پوری تحقیق کے بعد اُس پر دستخط کئے۔ دنیا بھرمیں اُن کی اشاعت ہوئی اور اسلامی ممالک کے ہر مرکز نے اُن کی

تصدیق کی۔ اور اُن کے دستخطوں کے ساتھ یہ رسالہ شائع ہوا اور اَب تک مسلسل شائع ہورہا ہے۔ اس طرح یہ بار بار چھپا۔ بار بار تقسیم ہوا۔ ہمارے پاس بھی موجود ہے۔ اور ملتان کے قریباً ہر بڑے کتب خانے سے بھی ملتا ہے۔ اگر پہلے آپ حضرات کو علم نہ تھا تو اَب آپ کے علم میں آ گیا۔ اس رسالے کو ضرور حاصل کریں۔

علماء دیوبند سے علماء عرب کا وسیلہ کے بارے میں استفسار:

جو سوالات اُنہوں نے لکھ کر بھیجے تھے اُس کا تیسرا اور چوتھا سوال اسی مسئلہ سے متعلق ہے۔ کہ تم دعا میں وسیلہ کے قائل ہو یا نہیں؟ اور یوں کہنا کہ بطفیل رسول اللہ ﷺ، بوسیلہِ فلاں، بحق فلاں...... اس طرح دُعا کرنے کے تم لوگ قائل ہو یا نہیں؟ مکہ معظّمہ سے جو سوال آئے تھے علماء دیوبند کے عقائد کی تحقیق میں اُن میں یہ سوال خصوصیت کے ساتھ موجود تھا۔ مختصر سا سوال ہے دو تین سطروں کا اور دو تین سطروں کا ہی آگے جواب ہے۔ جواب تو یہ ہے جو میں نے آپ کے سامنے ذکر کیا کہ ہم اور ہمارے بزرگ سب اس طرز سے دُعا کرتے ہیں اور وسیلہ کے ساتھ دُعا کرنے کے جواز کے قائل ہیں۔ اس سوال کا یہ جواب دیا گیا اور اس پر تمام علماء دیوبند کے دستخط تھے۔ اس لئے میں کہہ رہا تھا کہ میرا اور میرے اکابر کا مسلک یہ ہے...... پہلے مسلک کو سمجھ لیجئے۔

علماء دیوبند علم ظاہر و باطن کے جامع ہیں:

اور یہ بھی آپ جانتے ہیں کہ علماء دیوبند نہ صرف یہ کہ محدث تھے۔ بلکہ محدث بھی تھے...... مفسر بھی تھے...... اور فقیہ بھی تھے۔ چونکہ ان علوم کا تعلق صرف ظاہر کے ساتھ ہے، ان سب کے ساتھ ساتھ وہ صوفی بھی تھے۔ تصوف کے تمام سلسلوں کے بھی وہ حامل ہیں۔ ہندوستان میں چار سلسلے تصوف کے معروف ہیں۔ نقشبندی...... چشتی...... قادری...... سہروردی...... اگرچہ باقی دنیا میں ان سلسلوں کے علاوہ اور سلسلے بھی ہیں۔ لیکن ہمارے علماء دیوبند ان چاروں سلسلوں میں تصوف کے حامل ہیں اور ہمارے اکثر و بیشتر اکابر کو چاروں سلسلوں میں اجازت ہے۔ حضرت گنگوہی کو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی